

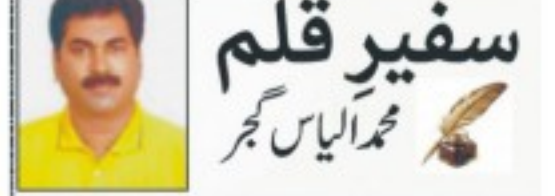
آبی ذخائر اور بجٹ ترجیحات

اس وقت جب پاکستان کی زراعت، صنعت اور کروڑوں انسانوں کی بقا کا خاسن‘ پانی ماحولیاتی خطرات کی زد میں ہے ملک کے آبی منصوبوں میں محدود سرمایہ کاری آبی و زرعی تحفظ اور کم لاگت بجلی کے پیداواری منصوبوں کے حوالے سے تضاد کو ظاہر کرتی ہے۔ پانی کی مصفاہ و تقسیم اس کی ذخیرہ اندوزی اور بجلی کی پیداوار کے منصوبے نہ صرف ہمیں ماحولیاتی خطرات سے بچا سکتے ہیں بلکہ کم لاگت توانائی بھی مہیا کر سکتے ہیں مگر بجٹ اور فنڈز کی تقسیم میں ان کو مسلسل نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ وزارت آبئی وسائل نے ملک کے مستقبل کو محفوظ بنانے کیلئے آئندہ مالی سال کیلئے ۱۹6۹ ارب روپے کی ضرورت کا تخمینہ لگایا تھا لیکن حکومت کی جانب سے شخص 17۹ ارب روپے کی رقم مختص کئے گئے کا سوچا جا رہا ہے جسے ماہرین اوٹ کے منہ میں ڈیرے کے برابر قرار دیتے ہیں گزشتہ بجٹ میں حکومت نے ترقیاتی فنڈ میں آبی ذخائر کیلئے مجموعی طور پر 14۰ ارب روپے مختص کیے تھے جن میں سے اب تک 106 ارب روپے ہی فراہم کیے جا سکے۔ ایسے وقت میں جب بھارت کی آبئی جارحیت کے پیش نظر نئے آبی ذخائر کی تعمیر و توسیع ملکی دفاع کا ناگزیر تقاضا بن چکا ہے آبی منصوبوں میں سرمایہ کاری حکومتی ترجیحات میں نظر نہیں آتی۔ واپڈا احکام کے مطابق اس وقت ملک کو چار بڑے جاری واپڈا رور یا در منصوبوں پر کام کر رہا رہا ہوتا ہے اور پانی ذخیرہ کرنے کے نئے منصوبوں پر کام شروع کرنے کیلئے کم از کم 500 ارب روپے کی ضرورت ہے مگر کل مالی وسائل ان منصوبوں پر کام تیز کرنے کی راہ میں بڑی رکاوٹ ثابت ہو رہے ہیں۔ یہی سبب عدم تعمیری کا شکار خانہ ہے کہ وہ منصوبہ جو آج سے سال پہلے مکمل ہوا آج ملک کو سستی بجلی اور وافر پانی فراہم کرنے کے قابل ہونے چاہیے تھا وہ فنڈز کی قلت کے سبب آج بھی مکمل نہیں ہیں تشویناک بات یہ ہے کہ آبی منصوبوں کیلئے مختص بجٹ سے دیہوں گنا زاد رقم حکومت بجلی شعبے کی گھروں کو کھینچی مکتس کی مد میں ادا کر رہی ہے۔ گزشتہ مالی سال میں کھنچی مکتس کا حجم 1۹40 ارب روپے سے زائد تھا جبکہ کیلنڈر 2026ء کیلئے کھنچی چارجز کا تخمینہ دو ہزار ارب روپے سے زائد لگایا گیا ہے۔ یعنی پیداواری منصوبوں میں سرمایہ کاری کے بجائے حکومت اپنا بجٹ ایسے خفگاہ پر کرنے میں صرف کر رہی ہے جن کا کوئی حاصل وصول نہیں۔ ایسے وقت میں جب پینے کے صاف پانی کی قلت اور زرعی زمینوں کے بخر ہونے کا خطرہ سر پر منڈل رہا ہے آبئی منصوبوں کیلئے انتہائی قلیل بجٹ اس حقیقت سے انکھیں چرانے کے مترادف ہے کہ پانی کے بغیر نہ تو معیشت چل سکتی ہے اور نہ ہی انسانی بقا کو ممکن بنایا جاسکتا ہے۔ اگر جاری آبئی منصوبوں پر فنڈز اور کام کی سست رفتاری کا جائزہ لیں تو یہ یقین حقیقت سامنے آتی ہے کہ جس رفتار میں منصوبے کے بھر رہے ہیں

ان کی تکمیل کیلئے سال بائیں بلکہ دہائیوں درکار ہوں گی۔ رواں سال فروری میں وزارت آبی وسائل کی جانب سے قومی آبپاشی کی قائمہ کمیٹی کو بتایا گیا کہ دریائے سندھ پر داسو پائپرو پاور پراجیکٹ اس قدر محدود ہو چکا ہے کہ موجودہ فنڈنگ کی رفتار سے اس منصوبہ کو مکمل ہونے میں 64 سال درکار ہوں گے جبکہ دایمر بھاشا ڈیم آئندہ 46 برس میں اور کرپائی وافر سیلابی منصوبہ 10 برس بعد مکمل ہوگا۔ وہ منصوبہ جنہیں چند برس میں مکمل ہوکر بروئے کار آنا چاہیے تھا وہ اگر دہائیوں پر محیط ہو جائیں تو ان کے معاشی فوائد کم کام کر رہے گے۔ اس بحران کا ایک تشویناک رخ یہ بھی ہے کہ تاخیر کے سبب تعمیر الاکت میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ وقت اگیا ہے کہ پالیسی ساز انتہائی جمجھکی کے ساتھ اپنی ترجیحات کا زمرہ جائزہ لیں۔

امن کوششیں اور چیلنجز

حاجل ہے۔ وزیر داخلہ اور خود چیف آف ڈینس فورسز فیلڈ مارشل سید عامر میر کے دورے اس امر کا ثبوت ہیں کہ پاکستان ایران امریکہ کشیدگی کے خاتمے کیلئے کس خلوص چاہے اور گمن کشیدگی کو تھکے ہوئے طور پر ان کوششوں کے نتائج بھی سامنے آ رہے ہیں۔ سب سے بڑی کامیابی تو یہی ہے



سفیر قلم
محمد الیاس گجر

کرا میر کہ ایران جنگ بندی پر قائل ہو گئے اور بات چیت کا سلسلہ شروع ہوا۔ جنگ بندی کا احترام بھی دونوں فریقوں کی جانب سے جاری رہا تاہم چین جون سے اب تک ہفتہ بھر میں شرح کشیدگی کے واقعات سامنے آئے ہیں اس پر پاکستان سمیت ان سبھی حلقوں کو تشویش ہے جو اس جنگ کا خاتمہ اور امریکہ اور ایران میں اتفاق رائے کی کوئی ایسی صورت دیکھنا چاہتے ہیں جو یقینی بنا سکے کہ آئندہ اس کشیدگی کا خاتمہ ہو سکوں کی خود کشداری کا احترام کیا جائے گا اور خطے میں صلح اور امن کا ماحول قائم ہوگا۔ لیکن امریکہ اور ایران میں اختلافات ان پیش رفت میں بڑی رکاوٹ ہے۔ ایران اپنے محمد اثاؤں سے خاطر خواہ رقم حاصل کرنا جبکہ امریکہ ایران کی افزودہ یورینیم کی منتقلی چاہتا ہے۔

ان معاملات میں کوئی بھی پیش رفت ہی صورت ممکن ہے جب فریقین ایک دوسرے پر اعتماد کریں۔ ایران اور امریکہ تاریخی طور پر باہمی عدم اعتماد کے بحران کا شکار ہیں۔ دونوں میں ایک طویل مدت سے براہ راست رابطے کا کوئی ذریعہ نہیں اور دونوں کی علاقائی اور عالمی پالیسی اکثر ایک دوسرے سے متصادم رہی ہے چنانچہ عدم اعتماد کی وجہ تو اپنی جگہ موجود ہیں لیکن موجودہ صورتحال میں اس کیفیت سے نکلنا ناگزیر ہے۔ پاکستان دونوں فریقوں میں غائبی نہیں بدلتا۔ آج مشرق سے مغرب تک جمہوریت کے دھندیلوں سے لے کر زبان پر ایک ہی راگ ہے کہ جو ہمارے سامنے سرزد ہو چکا ہے وہ دشمن کا ابجٹ ہے۔ حالیہ دنوں میں یورپ کے لیے سامندہ مگر خوبصورت ملک البانیہ سے امنیے والی اجتماعی لہر نے اس عالمی منافقت کو ایک بار پھر بے نقاب کر دیا ہے۔ البانیہ کے غیر عوام اپنے جزائر اور ساحلوں کو چین الاواری سرمایہ کاری کے نام پر پلٹے سے پچانے کے لیے سرلوں پر ہیں۔ معاملہ سائبی امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی صاحبزادی ایوانکا ٹرمپ اور ان کے شوہر جارج ڈونلڈ ٹرمپ کے چار ارب ڈالر کے اس ریکل انٹیٹ منصوبہ کے باعث کامیاب حلیات اور عوام کے حقوق کی قیمت پر تعمیر کیا جا رہا ہے۔

تاریخ کا یہ ایک تاریک اور سخ ترین پیج ہے کہ جب بھی وقت کے فرعوں، آمروں اور سرمایہ دارانہ نظام کے علمبرداروں کو اپنے اقتدار کا سورج ڈوبتا ہوا نظر آتا ہے تو وہ عوامی بنیادوں کو چیلنے کے لیے ایک ہی پرانا اور آزمودہ مہرہ استعمال کرتے ہیں اور وہ مہرہ ہے بیرونی سازش اور غداری کا لیبل۔ دنیا کے نقشے پر پکیریں بدل جاتی ہیں یا نہیں بدل جاتی ہیں لیکن تہذیبیں بدل جاتی ہیں لیکن مظلوموں کی آواز کو دبانے کے لیے عالم کا بیانیہ بھی نہیں بدلتا۔ آج مشرق سے مغرب تک جمہوریت کے دھندیلوں سے لے کر مذہبی ملوکیت کے جبرداروں تک سب کی زبان پر ایک ہی راگ ہے کہ جو ہمارے سامنے سرزد ہو چکا ہے وہ دشمن کا ابجٹ ہے۔ حالیہ دنوں میں یورپ کے لیے سامندہ مگر خوبصورت ملک البانیہ سے امنیے والی اجتماعی لہر نے اس عالمی منافقت کو ایک بار پھر بے نقاب کر دیا ہے۔ البانیہ کے غیر عوام اپنے جزائر اور ساحلوں کو چین الاواری سرمایہ کاری کے نام پر پلٹے سے پچانے کے لیے سرلوں پر ہیں۔ معاملہ سائبی امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی صاحبزادی ایوانکا ٹرمپ اور ان کے شوہر جارج ڈونلڈ ٹرمپ کے چار ارب ڈالر کے اس ریکل انٹیٹ منصوبہ کے باعث کامیاب حلیات اور عوام کے حقوق کی قیمت پر تعمیر کیا جا رہا ہے۔

جوانی ادارے کے نام کرنے والے ملازمین کے بڑھاپے کو بوجھ سمجھنے والے افران: ادارے کے دوست یا دشمن؟

چھوٹوں پر شفقت کو ایک بہترین معاشرے کی بنیاد قرار دیا۔ یہ اصول اداروں پر بھی لاگو ہوتا ہے چنانچہ سبز ملازمین میں عزت، احترام اور قدر کے سختی ہوتے ہیں۔



بدقسمتی سے بعض افران اپنی محدود سوچ اور وقتی مفادات کے باعث عمر سریدہ ملازمین کو ناکارہ سمجھنے لگتے ہیں۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ جن افراد کو وہ آج نظر انداز کر رہے ہیں، ان کے پاس برسوں کا تجربہ، عملی دانش اور مسائل کے حل کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔ نئے ملازمین کو تربیت دینے، ادارہ جاتی روایتیں تبدیل کرنے اور پیچیدہ معاملات میں رہنمائی فراہم کرنے کے لیے انہی افرادے سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں بھی بزرگوں کے احترام اور تجربے سے فائدہ اٹھانے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں بزرگوں کو نظر انداز کر دین تو یہ یقینی دشمنی و دشمنی کے مترادف ہے۔ ان کے تجربے سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بعض افران اپنی محدود سوچ اور وقتی مفادات کے باعث عمر سریدہ ملازمین کو ناکارہ سمجھنے لگتے ہیں۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ جن افراد کو وہ آج نظر انداز کر رہے ہیں، ان کے پاس برسوں کا تجربہ، عملی دانش اور مسائل کے حل کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔ نئے ملازمین کو تربیت دینے، ادارہ جاتی روایتیں تبدیل کرنے اور پیچیدہ معاملات میں رہنمائی فراہم کرنے کے لیے انہی افرادے سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

جب حقوق مانگنا غداری بن جائے

لیکن جب عوام نے اس سرمایہ دارانہ جارحیت کے خلاف آواز اٹھائی تو البانیہ کے وزیر اعظم ایڈی رامانے ان کے جائز مطالبات کا سامنا کرنے کے بجائے نہایت ڈھٹائی سے یہ کہہ دیا کہ یہ مظاہرین ایرانی حکومت کے آلہ کار ہیں جو ملک کی ترقی کو روکنا چاہتے ہیں۔ یہ طرز عمل ظاہر کرتا ہے کہ حکمران طبقہ عوامی غیظ و غضب سے بچنے کے لیے کسی حد تک گرسکا ہے۔ یہ کہانی صرف البانیہ تک محدود نہیں بلکہ



قلم کی طاقت
محمد رفیق چوہدری

ہمارے اپنے خطے میں بھی سکرپٹ پوری شدت کے ساتھ درہا جا رہا ہے۔ پاکستان کے زیر انتظام شہر اور گلگت بلتستان میں جب عوام آئے پر سرحدی کئی کے ہماری بولوں اور لہجے جبری کے خلاف سرکوں پر ہلکتے منتشر حلقوں نے ان کے ماتھے پر پرائیڈ فلگ کی لٹکھت ہوئے کا داغ لگ دیا۔ جوائنٹ عوامی ایکشن کمیٹی جو سرمایہ داروں کے حقوق کی علمبردار تھی اسے کالعدم قرار دے کر یہ ثابت کیا گیا کہ ریاست اب حکمران کے ایک تکت کھو چکی ہے۔ موجودہ رجیم کے آمرانہ جھنڈے اور سیکورٹی اسٹیٹ کا بیانیہ دراصل اپنے ہی شہریوں کے خلاف جنگ کا اعلان ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے

یہ سمجھتے ہیں کہ نوجوانی ہی کارکردگی کا واحد معیار ہے، حالانکہ دنیا کے بڑے ادارے نوجوان توانائی اور بزرگ تجربے کے استخراج کو کامیابی کا راز سمجھتے ہیں۔ ایک ایک صرف نوجوانوں کے سہارے نہیں چل سکتا اور نہ ہی صرف بزرگوں کے تجربے پر قائم رہ سکتا ہے۔ کامیابی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب دونوں ٹیمیں ایک دوسرے کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھا لیں۔ سبز ملازمین کے ساتھ غیر مصنفانہ رویہ ادارے کی سا کھو کھی نقصان پہنچاتا ہے۔ جہاں وفادار ملازمین کو عزت نہ ملے وہاں ان کی افرادی قوت بھی دہشتی سے کام نہیں کرتی۔ ایسے اداروں میں بدولی، بایوی اور عدم اعتماد پیدا ہوتا ہے جو بالآخر کارکردگی کو متاثر کرتا ہے۔ افران کو یہ سمجھنا چاہیے کہ عہدے عارضی ہوتے ہیں جبکہ کردار اور رویہ ہمیشہ یاد رہے جاتے ہیں۔ آج جواضر طاقت اور اقتدار کے منصب پر فائز ہیں وہ بھی عمر کے اسی مرحلے سے گزرے گا جس سے آج اس کے ماتحت بزرگ ملازمین گزر رہے ہیں۔ وقت کسی کے لیے نہیں رکتا۔ اس لیے دانشمندی کا تقاضا یہی ہے کہ بزرگ

سول اور حکومتی بدلتی پالیسیاں

اور ذہنی تحقیق کو نظر انداز کیا تو نتیجہ ان کی سوچ کے برعکس نکلا، عوام نے حکومت کے اوپر انحصار کرنا ہی بند کر دیا اور آف کرڈ اور باہر ڈولر زبانی ماڈل کی طرف منتقل ہو گئے، ایک سو فیصد بے روزگاری کی فروخت میں ہوا، گریں میجر سے جو دنیا آ رہا تھا اس کا حکومت کو ہلکا کر دیا کہ اگر معاملہ ایسا ہی چلا رہا تو حکومت عوام کی مقروض ہو جائے گی اور ان سے کسی قسم کی وصولی بھی نہیں کر سکے گی، آئی بی بیز کی رقم سر چھ کر نکالنا چاہیے تو سرکاری باؤنڈ نے جلدی سے ایک اور پالیسی بنائی کہ اب نیٹ میٹرنگ نہیں بلکہ نیٹ بیلگ ہوگا، یعنی یونٹ کے بدلے یونٹ مفت نہیں ملے گے بلکہ آپ سے 8 روپے کا یونٹ خرید کر یکواچواں 2۹ روپے ایونٹ کے حساب سے بیچا جائے گا قلند چارٹرڈ کا بھوٹ الگ سے پیچھا کرنے لگا عوام پریشان ہو گئی اور بینکوں سے دوسرا رکھا لیا د جس نے حکومت کی پالیسی کو اڑا کر رکھ دیا حکومت نے نیٹ بیلگ پالیسی بناتے ہوئے سوچا بھی نہ تھا کہ عوام اس کا متبادل کیا استعمال کرے گی، حکومت کو صرف بل میں آتے ہوئے روپے نظر آ رہے تھے جو کھریوں میں تھے جب انہوں نے سب ہرا ہرا دیکھا

گورنمنٹ آف پاکستان نے ملک میں توانائی کے بحران پر قابو پانے کے لئے آئی بی بیز کے ساتھ انتہائی نامعقول معاہدوں جن کی وجہ سے عوام کے لئے بجلی انجنی گری کمزور کو کھینچ کر بجلی کے فراہم کرنے کے لئے بے رحمی سے ایک دوسرا ازبانی کی طرف عوام کو راض کیا عوام کو تربیت دی گئی کہ وہ گھروں میں سولر سے بجلی پیدا کریں جو اضافی بجلی وہ وہ حکومت کو بیچیں ایسے حالات میں بیٹھی حکومت نے بے رحمی سے اس کے لئے گرین میٹر لگائے مگر کچھ بھر جاتی ہی آہم آہم آہم اس طرح آئی بی بیز کو حکومت کو خیال آیا ہم اس طرح آئی بی بیز کو اور عوامی شعوری وہ عناصر ہیں جو ممکنہ جانی بننا چاہتے ہیں۔ وہ دیکھیں گے تو پھر حکومت نے اپنی طرف سے نیٹ میٹرنگ پالیسی ختم کر کے نیٹ بیلگ پالیسی شروع کرنے کی حرکت کی اور حکومت کو چھوٹا نکلتا اور ان سے ہی خریدی ہوئی بجلی انگو بی بیٹنگ داموں واپس بیچیں اور ہمارا پی پی بی بیز کے کھالے چلے رہیں لیکن شاید حکومت یہ بات بھول گئی تھی ضرورت ایجاد کی ماں ہے، ایک در بند ہوتا ہے تو دوسرا چل جاتا ہے، اور دوسرا دریا کھلا حکومت کو کھلائی اور اب پھر نئی پالیسی بنانا شروع کر دی ہے اب اس نئی پالیسی میں کیا ہوگا اس کو سمجھتے ہیں حکومت نے پالیسی بنائی کہ لوگ سولر سسٹم خریدیں نیٹ میٹرنگ ہو کی عوام سے بجلی خریدیں یہ ملک میں لوڈ شیڈنگ ختم ہو جائے گی، بیلکل ایسی ہی ہوا عوام نے ایک کے بعد ایک سولر ازبانی سسٹم لگوائے، گرین میٹر لگوائے حکومت کو بجلی بیچی اور خود معاشی کی ان



کے تھے اور دو فیصد ریٹیں تیس سال یا اس سے کم عمر کے تھے۔ یہ تعداد شمار ظاہر سے نہیں کر سہرو میٹروں میں تقریباً آٹھ افراد ایسے ہیں جو اپنی جوانی یا ابتدائی درمیانی عمر میں بدل کے عمر کا شکار ہوئے ہیں۔ اگرچہ یہ شرح جنوبی ایشیا اور دیگر ملک کے رجمانے سے نیچی چلتی ہے، لیکن پاکستان میں غیر متوازن طرز زندگی، اسکرین ٹیور، ذہنی دباؤ اور صحت کی کمزور سہولیات کی وجہ سے صورتحال زیادہ خطرناک بنی جا رہی ہے۔ دل کے دورے صرف ایک فرقہ مسئلہ نہیں بلکہ پورے خاندان اور معاشرے کو متاثر کرتے ہیں۔ جب کوئی نوجوان یا کم عمر فرد کو دل کے مرض کا شکار ہوتا ہے تو اس کے نتیجے میں خاندان میں دباؤ، ذہنی تناؤ اور سہانہی مشکلات کا سامنا کرتا ہے۔

کراچی میں دل کے دوروں کی بڑھتی ہوئی شرح ایک سنگین اہتہ ہے۔ اگر فوری طور پر احتیاطی اقدامات نہ کیے گئے اور طرز زندگی میں تبدیلی نہ لائی گئی تو دل کے والے زائدوں میں یہ سلسلہ مزید خطرناک صورت اختیار کر سکتا ہے۔ نوجوانوں کے لیے دل کی صحت کو نظر

ہے شرج عوامی ایٹیا اور دیگر ملک کے رجحانات سے ملتی چلتی ہے، لیکن پاکستان میں غیر متوازن طرز زندگی، اسکرین ٹیور، ذہنی دباؤ اور صحت کی کمزور سہولیات کی وجہ سے صورتحال زیادہ خطرناک بنی جا رہی ہے۔ دل کے دورے صرف ایک فرقہ مسئلہ نہیں بلکہ پورے خاندان اور معاشرے کو متاثر کرتے ہیں۔ جب کوئی نوجوان یا کم عمر فرد کو دل کے مرض کا شکار ہوتا ہے تو اس کے نتیجے میں خاندان میں دباؤ، ذہنی تناؤ اور سہانہی مشکلات کا سامنا کرتا ہے۔

کراچی میں دل کے دوروں کی بڑھتی ہوئی شرح ایک سنگین اہتہ ہے۔ اگر فوری طور پر احتیاطی اقدامات نہ کیے گئے اور طرز زندگی میں تبدیلی نہ لائی گئی تو دل کے والے زائدوں میں یہ سلسلہ مزید خطرناک صورت اختیار کر سکتا ہے۔ نوجوانوں کے لیے دل کی صحت کو نظر

سیلاب کی دستک: دعووں سے آگے بڑھ کر عمل کا وقت

ہندی اور موثر انتظامی تیاری ناگزیر ہے۔ قدرتی آفات کو مکمل طور پر روکنا کسی بھی ملک کے بس کی بات نہیں، لیکن ان کے اثرات کو کم کرنا اور انسانی جانوں کو محفوظ بنانا یقیناً موثر سیلابی صورتحال کے بارے میں خبردار کر رہے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے پاس اکثر یہ روایت رہی ہے کہ خطرات کی بجلی اطلاعات کے باوجود بھی اقدامات میں تاخیر کی جاتی ہے۔ حقائق بندوں کی مرمت، ندی نالوں کی صفائی، نکاسی آب کے نظام کی بہتری اور بجلی استحصال کے منصوبوں کے ختم ہونے کیلئے آخری ٹھک موثر رہتے ہیں۔ نتیجتاً بجٹیں شرت اختیار کرتی ہیں تو انتظامی مشینری دباؤ کا شکار ہو جاتی ہے اور نقصان کی شدت کی گناہر ہو جاتی ہے۔

اس سال بھی مختلف اداروں کی جانب سے مختلف منصوبوں، انفراسٹرکچر ڈاٹ، گمرانی کے جدید نظام اور حقائق اقدامات کے دعوے کیے جا رہے ہیں۔ یہ یقیناً خوش آئند امر ہے، لیکن ماضی کے تجربات ہمیں یہ بھی بتاتے ہیں کہ اصل استحصال کے منصوبوں کا نہیں بلکہ ذہنی حقائق کا ہوتا ہے۔ ضروری ہے کہ دفاعی، سولائی اور اضلعی پر تمام مختلف ادارے اپنے انتظامات کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیں اور ان علاقوں پر خصوصی توجہ مرکوز کریں جو ماضی میں سیلاب یا زلزلہ ملک سے زیادہ متاثر ہوتے رہے ہیں۔ دریاؤں کے کنارے موجود



مستقل چیلنج کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ چند گھنٹوں کی شدید بارش معمولات زندگی کو مفلوج کر دیتی ہے۔ سبزیں سیلاب کا شکار ہیں کرتے لگتی ہیں اور دشوری مشکلات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس صورتحال سے نمٹنے کے لیے کے انتظام کی عمل چاچ پڑنا لگتی ہے۔ نالوں کی بروقت صفائی، تاحیزات کے خاتمے، اضافی پیموں کی فراہمی اور بجلی کی بندش کی صورت میں متبادل انتظامات کو ترجیحی بنیادوں پر مکمل کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اسی طرح ممکنہ سیلابی صورتحال کی گمرانی

دیکر ارکان کی طرہ ملی وسائل بھی ملتے ہیں جو پاکستان میں ہی صرف کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ انٹین آڈ کشمیر میں سرکاری ملازمتوں کا خصوصی کوڈ بھی حاصل ہے۔ محنتین کا کہنا ہے کہ اس طرہ سے لوگ سہولتیں حاصل کر سکتے ہیں۔ اس میں لیکن اپنی سیاسی پوزیشن کی وجہ سے ریاست میں آباد عوام کے حقوق پر ڈاکو ڈالنے کا سبب بنتے ہیں۔ اس تنازعہ کی دوسری اہم وجہ 12 نشستوں کی سیاسی اہمیت ہے۔ ایکشن کمیٹی اور ان کے ممبروں کو خیال ہے کہ ان سٹیٹوں کو آزاد کشمیر میں حکومت سازی کے مقصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ان حلقوں کے خاتین کا موقف ہے کہ یہ مطالبہ سامنے سے کشمیریوں کا اتحاد متاثر ہو گا جو مقبوضہ کشمیر کی آزادی کی کوششوں کو نقصان پہنچائے گا۔

انسانی حقوق کمیشن پاکستان نے آزاد کشمیر میں حکومت کی جانب سے جوائنٹ عوامی ایکشن کمیٹی پر انسداد دہشت گردی قوانین کے تحت پابندی عائد کرنے کے فیصلے پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔

ایسے گروہ کے خلاف اشتداد دہشت گردی قوانین کا استعمال، جو سیاسی اور سماجی و معاشی مطالبات کے لیے متحرک رہا ہے، سنگین سوالات جنم دیتا ہے۔ کمیشن کا کہنا ہے کہ اس اقدام سے خطے میں پُر امن اجتماع اور

نویہر سید رحیم احمد ملک پاکستان ایک بار پھر مضمون کے موسم کے دہانے پر کھڑا ہے۔ محکمہ موسمیات اور مختلف ادارے معمول سے زیادہ بارشوں، پہاڑی علاقوں میں ٹھیسز کے تیز رفتار پھیلاؤ اور ممکنہ سیلابی صورتحال کے بارے میں خبردار کر رہے ہیں۔ موسمیاتی تبدیلیوں نے دنیا بھر کی طرح پاکستان کو بھی شدید متاثر کیا ہے، جہاں موسموں کی روایتی ترتیب بدترج تبدیل ہو رہی ہے۔ ایسے میں یہ سوال پچلے سے نہیں زیادہ اہم ہو چکا ہے کہ کیا ہم ایک بار پھر کسی بگڑے فکات کا انتظار کر رہے ہیں یا اس بار وہی بروقت تیاری کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہیں؟

پاکستان گزشتہ کئی برسوں سے بار بار سیلابوں، طوفانی بارشوں اور زلزلہ ملک کے سال کا سامنا کر رہا ہے 2022ء کے تاریخ ساز اور تباہ کن سیلابوں نے پوری دنیا کو پاکستان میں موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات کی سنگینی کا احساس دلایا جبکہ 2023ء میں دریائے ستلج، راسل اور پنجاب سے منسلک سیلابی صورتحال نے ایک بار پھر ہزاروں خاندانوں، زرعی زمینوں اور دیہی معیشت کو شدید متاثر کیا۔ ان واقعات نے یہ حقیقت واضح کر دی کہ سیلاب اب جس ایک موسمی خطرہ نہیں بلکہ ایک مستقل قومی چیلنج بن چکا ہے، جس سے نمٹنے کے لیے وقتی رد عمل کے بجائے طویل المدتی منصوبہ سازی کی ضرورت ہے۔

آزاد کشمیر میں تصادم سے گریز کی ضرورت

ای جی کے گھبراہ آزا کشمیر حکومت نے جوائنٹ ایکشن کمیٹی کو دہشت گرد کردہ قرار دیتے ہوئے اس کی پابندی عائد کردی اور اس کے لیڈروں کی گرفتاری کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔ جوائنٹ ایکشن کمیٹی کوئی سیاسی جماعت نہیں ہے بلکہ محض سرکاری مقاصد کے لیے والی ایک عوامی تحریک ہے جس نے گزشتہ سال موثر ہڑتال کے ذریعے بجلی اور گندمی کی رعایتی قیمتیں حاصل کرنے کے مطالبے پر سے کرائے تھے۔ اسی موقع پر حکومت اور جوائنٹ ایکشن کمیٹی میں ایک دورگ گروپ الجھنے کی جو کوشش کی ہے، اس کی وجہ سے اس کا معاشی اور سماجی اثرات بھی نمایاں ہو گئے۔ آزاد کشمیر حکومت نے آزاد کشمیر میں جوائنٹ ایکشن کمیٹی کی حمایت کی ہے۔

جوائنٹ ایکشن کمیٹی اس طرے کو کشمیری عوام کے حق کے خلاف سمجھتی ہے اور اس کا مطالبہ ہے کہ اس کی آئینی حق کو مستحکم ہو گا اور آزاد کشمیر میں رہنے ہیں لیکن انہیں آزاد کشمیر اسمبلی کی 12 نشستیں ختم کرنے کا مطالبہ کر رہی ہے بصورت دیگر 9 جون سے فیصلہ نہ ہو سکے گا۔

جوائنٹ ایکشن کمیٹی اس طرے کو کشمیری عوام کے حق کے خلاف سمجھتی ہے اور اس کا مطالبہ ہے کہ اس کی آئینی حق کو مستحکم ہو گا اور آزاد کشمیر میں رہنے ہیں لیکن انہیں آزاد کشمیر اسمبلی کی 12 نشستیں ختم کرنے کا مطالبہ کر رہی ہے بصورت دیگر 9 جون سے فیصلہ نہ ہو سکے گا۔

جوائنٹ ایکشن کمیٹی اس طرے کو کشمیری عوام کے حق کے خلاف سمجھتی ہے اور اس کا مطالبہ ہے کہ اس کی آئینی حق کو مستحکم ہو گا اور آزاد کشمیر میں رہنے ہیں لیکن انہیں آزاد کشمیر اسمبلی کی 12 نشستیں ختم کرنے کا مطالبہ کر رہی ہے بصورت دیگر 9 جون سے فیصلہ نہ ہو سکے گا۔

